نئے تعزیری قانون میں لنچنگ کی سزا

خواجہ عبدالمنتقم

جائزہ

دنیا کا کوئی بھی مذہب یا قانون اور انسانی حقوق سے متعلق اقوام متحدہ کی کوئی بھی دستاویز اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ کوئی بھی شخص قانون کو اپنے ہاتھ میں لے کر کسی کی، خواہ وہ گنہگار ہو یا بے گناہ، جان لے لے یا کسی فرقۂ مخصوص کے خلاف زہر اگلے یا کسی کے ساتھ بدکلامی کرے۔ سزا دینا یا نہ دینا عدلیہ کا کام ہے۔ ہمارے آئین کی دفعہ 21 میں بھی واضح طور پر یہ بات کہی گئی ہے کہ جان، عزت نفس اور شخصی آزادی کے تحفظ کا حق سماج کے ہر طبقے کے ہر فرد کو حاصل ہے، چاہے وہ حاکم ہو یا محکوم، ظالم ہو یا مظلوم، مالک ہو یا نوکر، عورت ہو یا مرد، منصف ہو یا قیدی۔ کسی شخص کو اس کی جان یا شخصی آزادی سے قانون کے ذریعہ قائم کیے ہوئے ضابطہ کے سوا کسی اور طریقہ سے محروم نہیں کیا جاسکتا اور اگر ایسا کیا جاتا ہے تو یہ متضرر شخص کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی اور اس کے ساتھ سراسر ناانصافی ہوگی۔ کسی بھی مہذب سماج میں جہاں قانون کا اطلاق ہوتا ہے، یہ بدترین جرم ہے لیکن اس کے باوجود ہمارے ملک میں جہاں آئین کو حیثیت سر بفلک حاصل ہے اور جسے ہمارے سپریم کورٹ کے ججز نے گیتا، قرآن کریم اور بائبل کے مشابہ کہا ہے، لنچنگ اور بدکلامی کا سلسلہ تاہنوز جاری ہے اور جب ایسا ان ذمہ دار افسران کی موجودگی میں کیا جائے جنہیں نظم ونسق قائم رکھنے اور اس طرح کے عوامل پر نظر رکھنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے، تو اور بھی زیادہ افسوس ہوتا ہے! کئی دہائی قبل سپریم کورٹ کے سابق جج جسٹس کرشنا ایر نے کہا تھا کہ جب رکشک ہی بھکشک ہوجائے تو یہ ایک بدترین صورت حال کا مظہر ہوتا ہے۔

لنچنگ کی اصطلاح قانون کی کتابوں میں عرصۂ دراز سے موجود ہے مگر ہمارے ملک میں اس کا چہار طرفہ شور گزشتہ چندسال کی ہی دین ہے۔ لنچنگ اس صورت حال کی مظہر ہے جب کچھ لوگوں کا گروہ کسی شخص کو کسی مبینہ ارتکاب جرم کے لیے باقاعدہ مجاز عدالت کے روبرو سماعت اور فیصلہ کے بغیر گھیر کر اس کے ساتھ تشدد آمیز رویہ اختیار کرے، مارے پیٹے اور یہاں تک کہ اسے ہلاک کردے یا اس کا اقدام کرے۔ یہ انسانی حقوق کی بھی سراسر خلاف ورزی ہے۔ جہاں تک انسانی حقوق کی تعریف کا سوال ہے یہ تعریف تحفظ انسانی حقوق ایکٹ، 1986 کی دفعہ 2(د) میں اس طرح دی گئی ہے:

”انسانی حقوق سے مراد ہے کسی فرد کی زندگی، آزادی، مساوات اور عظمت کی نسبت ایسے حقوق جن کی آئین کی رو سے ضمانت دی گئی ہو یا جو بین الاقوامی معاہدوں میں شامل کیے گئے ہوں اور بھارت میں عدالتوں کے ذریعے قابل نفاذ ہوں۔“

اس تعریف پر محض نظر طائرانہ ڈالنے سے ہی یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ہمارے ملک کا ہر باشندہ ان حقوق کا حقدار ہے اور اسے ان حقوق سے کسی بھی حالت میں محروم نہیں کیا جاسکتا۔ دریں صورت بھارت کے آئین کی حیثیت سر بفلک قائم رہنی چاہیے لیکن ہمارے ملک میں اس طرح کے واقعات میں برابر اضافہ ہوتا رہا ہے اور یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔ اقلیتوں اور کمزور طبقات سے تعلق رکھنے والے افراد کو کبھی گئو رکشا کے نام پر، کبھی محض مذہبی یا طبقاتی بنیاد پر تو کبھی ان کے تشخص کے باعث نشانہ بنایا جارہا ہے۔ اس کی گونج ہمارے ایوانوں میں بھی سنی جاتی رہی ہے اور ذرائع ابلاغ بھی اس کا برابر نوٹس لیتے رہے ہیں۔ اب اس غرض کو پورا کرنے کے لیے نئے تعزیری قانون یعنی بھارتیہ نیائے سنہتا، جو سابقہ مجموعہ تعزیرات بھارت، جسے بنیادی طور پر مجموعہ تعزیرات ہند کا نام دیا گیا تھا، کا نقش ثانی ہے اور جس کا اطلاق یکم جولائی، 2024 سے ہونا متوقع ہے، میں دفعہ 103 شامل کرکے اس لعنت سے قانونی طریقے سے نجات پانے کی راہ نکالی گئی ہے حالانکہ اس دفعہ کی عبارت میں لفظ لنچنگ استعمال نہیں کیا گیا ہے۔ اس دفعہ کا متن درج ذیل ہے:

’جب پانچ یا پانچ سے زیادہ افراد پر مشتمل گروپ مل کر نسل، ذات یا فرقے، جنس، جائے پیدائش، نجی عقیدے یا ایسی کسی دیگر بنیاد پر کسی کا قتل عمد کرتا ہے تو اس گروپ کے ہر شخص کو سزائے موت یا سزائے عمر قید دی جائے گی اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

اگر اس دفعہ کے انگریزی متن میں لفظ لنچنگ استعمال کرلیا گیا ہوتا اور اس مجوزہ قانون کے فقرۂ تعریفی (definition clause) میں اس کی وضاحت کردی گئی ہوتی تو صورت مزید واضح ہوجاتی۔ ویسے تو اس سنہتا کی قتل عمد سے متعلق دفعہ 101 (جو پرانی آئی پی سی کی دفعہ 300 کی مماثل دفعہ ہے) کے تحت بھی لنچنگ کے لیے سزا دی جاسکتی تھی۔ دفعہ 101 کے مطابق (کچھ استثنیات کے تابع) انسان مستلزم سزا قتل عمد ہے:

(الف) اگر ایسا فعل جس کے باعث موت واقع ہوئی، اس نیت سے کیا گیا ہو کہ موت کا باعث ہو، یا—

(ب)- اگر وہ ایسی جسمانی چوٹ پہنچانے کی نیت سے کیا جائے جس کی نسبت مجرم یہ جانتا ہو کہ اس شخص کی موت واقع ہونے کا امکان ہے جس کو نقصان پہنچایا جائے، یا—

(ج)- اگر وہ کسی شخص کو جسمانی چوٹ پہنچانے کی نیت سے کیا جائے اور پہنچائی جانے والی مقصود جسمانی چوٹ ہلاک کرنے کے لیے عام نوعیت کے حالات میں کافی ہو، یا—

(د)- اگر فعل کا ارتکاب کرنے والے شخص کو یہ علم ہو کہ وہ فعل اس قدر قریب الوقوع طور پر خطرناک ہے کہ غالباً وہ ہلاکت یا ایسی جسمانی چوٹ کا باعث ہوگا جس سے موت واقع ہونے کا پورا پورا امکان ہے اور وہ ایسے فعل کا ارتکاب بغیر کسی عذر کے متذکرہ بالا ہلاکت یا چوٹ کا خطرہ پیدا کرنے کے لیے کرے۔“ اس کے علاوہ اسی تعزیرات میں شدید چوٹ وغیرہ پہنچانے سے متعلق اور دفعات بھی شامل ہیں۔

امید کی جانی چاہیے کہ نیا قانون، جس کی بابت مختلف شبہات ظاہر کیے جا رہے ہیں، کچھ سیاسی بنیادوں پر کچھ دفعات کی شدتی نوعیت کے بارے میں، نافذ ہونے پر اور مابعد مشکلات کو رفع کرنے اور حسب ضرورت ترامیم کرنے کے بعد، اگر ایسا کرنا اراکین پارلیمنٹ ضروری سمجھیں، نافذ العمل ہونے پر، اس پر ایمانداری سے عمل ہونے پر اور نئی حکومت کی مثبت وعملی سوچ اختیار کرنے پر یقینا حالات میں بہتری آئے گی اور مختلف شعبۂ حیات اور اداروں میں متعصّبانہ روش کا خاتمہ ہوگا اور ’ہم بھارت کے عوام‘ جیسا کہ آئین کی تمہید میں مذکور ہے، شیر وشکر ہوکر رہیں گے مگر اس طرح کہ شیر اور شکر اپنا وجود بھی قائم رکھ سکیں۔ سپریم کورٹ نے بھی والسماپال والے معاملے (جے ٹی (9)(2002) میں یہ کہا ہے کہ مختلف قسم کے لوگوں کو، جن کی زبان اور عقائد الگ الگ ہوں، کو تسلیم کرنا، انہیں تحفظ فراہم کرنا اور ایک مکمل و متحد بھارت کی تشکیل کے لیے یکجا کرنا ہی بھارت کے سیکولرازم کی روح ہے۔ اب ساحل کے تماشائیوں کو ڈوبتے ہوئے افراد کی مدد کے لیے سامنے آنا ہوگا۔ محض کف افسوس ملنا ہی کافی نہیں۔

> امید کی جانی چاہیے کہ نیا قانون، جس کی بابت مختلف شبہات ظاہر کیے جارہے ہیں، کچھ سیاسی بنیادوں پر کچھ دفعات کی شدتی نوعیت کے بارے میں، نافذ ہونے پر اور مابعد مشکلات کو رفع کرنے اور حسب ضرورت ترامیم کرنے کے بعد، اگر ایسا کرنا اراکین پارلیمنٹ ضروری سمجھیں، نافذ العمل ہونے پر، اس پر ایمانداری سے عمل ہونے پر اور نئی حکومت کی مثبت وعملی سوچ اختیار کرنے پر یقینا حالات میں بہتری آئے گی اور مختلف شعبۂ حیات اور اداروں میں متعصّبانہ روش کا خاتمہ ہوگا۔

(مضمون نگار ماہر قانون، آزاد صحافی، مصنف، سابق بیوروکریٹ و بین الاقوامی ادارہ برائے انسانی حقوق سوسائٹی کے تاحیات رکن ہیں)

amkhwaja2007@yahoo.co.in

مہنگائی اور شرح نمو: توازن برقرار رکھنے کی کوشش

ستیش سنگھ

تجزیہ

مہنگائی اور شرح نمو کے درمیان توازن برقرار رکھنے کے لیے مانیٹری پالیسی کمیٹی نے اپنے تجزیہ میں ریپو ریٹ کو 6.5 فیصد کی شرح پر جوں کا توں رکھا ہے۔ اس سے قبل فروری، 2023 میں اس میں اضافہ کیا گیا تھا۔ ریزرو بینک آف انڈیا خاص طور پر ریپو ریٹ میں اضافہ کرکے مہنگائی سے نبرد آزما ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ جب ریپو ریٹ زیادہ ہوتا ہے تو بینکوں کو ریزرو بینک سے مہنگی شرح پر قرض ملتا ہے، جس کے سبب بینک بھی صارفین کو مہنگی شرح پر قرض دیتے ہیں۔ ایسا کرنے سے معیشت میں کرنسی کی لیکویڈیٹی کم ہوجاتی ہے اور لوگوں کی جیب میں پیسے نہ ہونے کی وجہ سے اشیاء کی ڈیمانڈ میں کمی آتی ہے، اشیاء اور مصنوعات (گڈس اینڈ پروڈکٹس) کی قیمت زیادہ ہونے کی وجہ سے ان کی فروخت میں کمی آتی ہے، جس سے مہنگائی میں کمی درج کی جاتی ہے۔ اسی طرح معیشت میں نرمی رہنے پر ترقیاتی کاموں میں تیزی لانے کے لیے بازار میں کرنسی کی لیکویڈیٹی میں اضافہ کی کوشش کی جاتی ہے اور اس کے لیے بھی ریپو ریٹ میں کٹوتی کی جاتی ہے، تاکہ بینکوں کو ریزرو بینک سے سستی شرح پر قرض ملے اور سستی شرح پر قرض ملنے کے بعد بینک بھی صارفین کو سستی شرح پر قرض دیں۔ موجودہ وقت میں مہنگائی کی شرح حکومت اور ریزرو بینک کے لیے تشویش کا سبب ہے۔ کیئر ایج ریٹنگ کے مطابق قرض کی شرح کے نرم ہونے کے باوجود مالیاتی سال 2023-24 میں قرض کی شرح میں اضافہ 16 فیصد کے آس پاس رہا ہے اور مالیاتی سال 2024-25 میں اس کے 14 سے 14.5 فیصد کے درمیان رہنے کا اندازہ ہے۔ ایسی صورتحال ہندوستانی معیشت کے لیے بے حد مثبت ہے۔ حالاں کہ اسے غیر معمولی صورتحال کہا جاسکتا ہے۔ بہرحال، قرض دینے کی رفتار میں تیزی قائم رہنے کی وجہ معاشی سرگرمیوں اور شرح نمو، دونوں میں تیزی آرہی ہے۔ اسی وجہ سے ریزرو بینک نے مالیاتی سال 2025 کے لیے اپنے ترقی کے تخمینے کو 7.00 فیصد سے بڑھا کر 7.2 فیصد کردیا ہے۔ مالیاتی سال 2023-24 کی چوتھی سہ ماہی میں جی ڈی پی میں اضافہ کی شرح 7.8 رہی جبکہ گزشتہ سال کی ایک ہی سہ ماہی/ یکساں سہ ماہی میں 6.1 فیصد رہی تھی۔ وہیں، مالیاتی سال 2023-24 میں جی ڈی پی کی شرح نمو 8.2 فیصد رہی جو ریزرو بینک کے اندازہ سے 1.2 فیصد زیادہ ہے یعنی ریزرو بینک نے مالیاتی سال 2023-24 کے دوران جی ڈی پی کی شرح نمو کا اندازہ 7 فیصد لگایا تھا۔ گزشتہ مالیاتی سال میں جی ڈی پی کی شرح نمو 7 فیصد رہی تھی۔ وزارت شماریات (ministry of statistics) کے مطابق مینوفیکچرنگ اور کانکنی کے شعبہ میں مضبوط مظاہرہ سے رپورٹنگ کی مدت میں شرح نمو تیز رہی۔ مینوفیکچرنگ کے شعبہ میں 9.9 فیصد کا اضافہ ہوا ہے، جو مالیاتی سال 2022-23 میں مائنس 2.2 فیصد رہی تھی۔ کانکنی کے شعبہ میں مالیاتی سال 2023-24 کے دوران 7.1 فیصد کی شرح سے اضافہ ہوا، جو مالیاتی سال 2022-23 میں 1.9 فیصد رہا تھا۔ قابل ذکر ہے کہ مینوفیکچرنگ کا شعبہ روزگار کے مواقع پیدا کرنے میں اہم کردار نبھاتا ہے۔

خردہ افراط زر ابھی بھی تشویش کی بات ہے۔ ماہ مئی میں تھوک مہنگائی بڑھ کر 15 مہینوں کی اوپری سطح 2.61 فیصد کی سطح پر پہنچ گئی جبکہ فروری، 2023 میں یہ 3.85 رہی تھی۔ وہیں اپریل 2024 میں یہ 1.26 فیصد رہی جو 13 ماہ کی اعلیٰ ترین سطح تھی۔ مارچ، 2024 میں یہ 0.53 رہی اور فروری ماہ میں 0.20 فیصد۔ قومی شماریاتی دفتر (National Statistical Office) نے 12 جون، 2024 کو خردہ مہنگائی کے اعداد وشمار جاری کیے تھے، جس کے مطابق مئی ماہ میں خردہ مہنگائی 4.75 فیصد رہی جو 12 ماہ کی نچلی سطح تھی۔ اپریل ماہ میں خردہ مہنگائی میں کچھ کمی آئی تھی، لیکن وہ مئی کے ماہ سے تھوڑی زیادہ 4.83 فیصد کی سطح پر تھی۔ جون، 2023 میں خردہ مہنگائی 4.81 فیصد تھی جبکہ جولائی، 2023 میں یہ 44.4 فیصد رہی تھی۔ مہنگائی کا راست تعلق پرچیزنگ پاور یا قوت خرید سے ہے۔ مثال کے طور پر اگر افراط زر کی شرح 6 فیصد ہے تو کمائے گئے 100 روپے کی قیمت صرف 94 روپے ہوگی۔ اس لیے مہنگائی کی سطح کے مطابق سرمایہ کاروں کو انویسٹ کرنا چاہیے ورنہ انہیں منافع کم ملے گا۔ مہنگائی کا بڑھنا اور کم ہونا مصنوعات کی ڈیمانڈ-سپلائی پر منحصر کرتا ہے۔ اگر لوگوں کے پاس پیسے زیادہ ہوں گے تو زیادہ مصنوعات خریدیں گے اور زیادہ مصنوعات خریدنے سے ڈیمانڈ میں اضافہ ہوگا اور ڈیمانڈ کے مطابق سپلائی نہیں ہونے پر مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ ہوگا۔ اس طرح، بازار مہنگائی کے دائرہ میں پھنس جائے گا۔ بازار میں پیسوں کا زیادہ بہاؤ یا مصنوعات کی کمی مہنگائی کا سبب بنتا ہے۔ وہیں اگر ڈیمانڈ کم ہوگی اور سپلائی زیادہ ہوگی تو مہنگائی کم ہوگی۔ صارفین خردہ بازار سے سامان خریدتے ہیں اور بازار میں موجود مصنوعات کی قیمتوں میں ہوئی تبدیلی کو ناپنے کا کام کنزیومر پرائس انڈیکس (سی پی آئی) کرتا ہے۔ مصنوعات اور خدمات کے لیے جس اوسط قیمت کی ادائیگی کی جاتی ہے، سی پی آئی اسی کو ناپتا ہے۔ کچے تیل، مصنوعات کی قیمتوں، تعمیر کی لاگت کے علاوہ کئی دیگر چیزیں بھی ہوتی ہیں، جو خردہ افراط زر کی شرح کو طے کرنے میں اہم کردار نبھاتی ہیں۔ موجودہ وقت میں تقریباً 300 مصنوعات ایسی ہیں، جن کی قیمتوں کی بنیاد پر خردہ افراط زر کی شرح طے ہوتی ہے۔ اس طرح کسی کی قوت خرید کو مقرر کرنے میں مہنگائی اہم کردار نبھاتی ہے۔ مہنگائی میں اضافہ پر اشیاء اور خدمات، دونوں کی قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے، جس سے فرد کی قوت خرید کم ہوجاتی ہے اور مصنوعات اور خدمات کی ڈیمانڈ کم ہوتی ہے۔ پھر، ان کی فروخت کم ہوجاتی ہے، ان کے پروڈکشن میں کمی آتی ہے، کمپنی کو خسارہ ہوتا ہے، ورکرس کی چھٹنی ہوتی ہے، روزگار کے مواقع میں کمی آتی ہے وغیرہ۔ اس سے اقتصادی سرگرمیاں سست پڑ جاتی ہیں اور ترقی کی رفتار میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ گزشتہ کچھ ماہ سے لینڈنگ انٹرسٹ ریٹ کے اعلیٰ سطح پر قائم رہنے کے باوجود قرض کی تقسیم میں تیزی ہے اور شرح نمو کی رفتار بھی تیز ہے۔ ویسے ایسی صورت غیر معمولی ہے۔ ایچ ایس بی سی انڈیا کے پی ایم آئی اعداد وشمار مئی، 2024 میں 57.5 پوائنٹ رہے، جو اپریل ماہ میں 58.8 پوائنٹ تھے، وہیں کمپوزٹ پی ایم آئی مئی، 2024 میں 60.50 پوائنٹ تھا، جو اپریل 2024 میں 61.50 پوائنٹ رہا تھا۔ اعداد وشمار سے واضح ہے کہ اقتصادی سرگرمیوں میں تیزی قائم ہے۔ ہندوستان میں مہنگائی سینٹرل بینک کے ذریعہ طے شدہ قابل برداشت حد (Tolerance range) کے اندر ہونے کے باوجود تشویشناک سطح پر ہے۔ اس لیے ریزرو بینک آف انڈیا کے ذریعہ مالیاتی جائزہ میں پالیسی کی شرح کو جوں کا توں رکھا گیا ہے۔ مہنگائی کے تعلق سے سینٹرل بینک بہت زیادہ حساس ہے اور یہ مہنگائی اور شرح نمو کے درمیان توازن بنا کر معیشت کو مضبوط رکھنا چاہتا ہے، تاکہ عام آدمی کو پریشانی بھی نہ ہو اور ترقی کی رفتار بھی تیز رہے۔

> موجودہ وقت میں مہنگائی کی شرح حکومت اور ریزرو بینک کے لیے تشویش کا سبب ہے۔ کیئر ایج ریٹنگ کے مطابق قرض کی شرح کے نرم ہونے کے باوجود مالیاتی سال 2023-24 میں قرض کی شرح میں اضافہ 16 فیصد کے آس پاس رہا ہے اور مالیاتی سال 2024-25 میں اس کے 14 سے 14.5 فیصد کے درمیان رہنے کا اندازہ ہے۔ ایسی صورتحال ہندوستانی معیشت کے لیے بے حد مثبت ہے۔

◆

اقوال زرّیں

- خدائی رحمت سے ہرگز نا اُمید نہیں ہونا چاہیے، چاہے حالات کیسے ہی ناسازگار کیوں نہ ہوں۔
- اچھی کتابیں بہترین دوست ہیں۔
- والدین کی طرف محبت کی نگاہ سے دیکھنا عبادت ہے۔

روزنامہ راشٹریہ سہارا
ROZNAMA RASHTRIYA SAHARA MUMBAI

اوم برلا — نئے خدشات

اسپیکر کے عہدہ کیلئے ہونے والے انتخاب میں یہ الگ بات ہے کہ راجستھان سے تعلق رکھنے والے حکمراں بھارتیہ جنتا پارٹی کے 62 سالہ اوم برلا دوبارہ صوتی ووٹ سے الیکشن جیت کر مسلسل دوسری بار لوک سبھا کے اسپیکر منتخب ہوئے ہیں۔ اگلے پانچ برسوں تک ایوان کی لگام ان کے ہاتھ میں رہے گی۔ ایوان کی کارکردگی، سرگرمی اور قانون سازی جیسے اہم معاملات میں ان کا کہا ہوا لفظ نقش کالحجر ہوگا نہ اس کی دادفریاد ہوگی اور نہ وہ قابل سماعت ومواخذہ ہی ٹھہرے گا۔ تکنیکی اعتبار سے ایک بار پھر وہ پارلیمانی جمہوریت کے ’مقدس محافظ‘ بن چکے ہیں۔

ریاست اور حکومت کے جاریہ نظام میں پارلیمانی جمہوریت کی روایات کا حقیقی محافظ اگر کسی کو قرار دیا جاسکتا ہے تو وہ یہی منتخب ارکان کا صدرنشیں ہے، جسے عرف عام میں اسپیکر کہاجاتا ہے۔ لوک سبھا کے اسپیکر کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ پارلیمنٹ کے اراکین اپنے اپنے حلقوں کی نمائندگی کرتے ہیں، لیکن اسپیکر ایوان کے مکمل اختیار کی نمائندگی کرتا ہے۔ لوک سبھا کے اسپیکر کا انتخاب آئین کے آرٹیکل 93 کے تحت کیا جاتا ہے۔ حفظ مراتب کے لحاظ سے اسپیکر کا عہدہ کابینہ کے تمام وزرا سے بلند، چیف جسٹس آف انڈیا کے مساوی اور صدر، نائب صدر اور وزیراعظم کے بعد دوسرے نمبر پر ہوتا ہے۔ ایوان کے اندر یہ عہدہ وزیراعظم سے بھی زیادہ اہم ہے کیوں کہ اس عہدہ پر براجمان شخص حکومت کو بھی احکامات صادر کرتا ہے۔ اس عہدے پر فائز ہونے کے بعد کوئی بھی شخص پارٹی مفادات اور وابستگیوں سے بالاتر ہوکر حقیقی جمہوریت کی علامت بن جاتا ہے۔ ہندوستان کی پارلیمانی تاریخ میں لوک سبھا کے اسپیکر کو انتخاب کے بجائے باہمی رضامندی سے مقرر کرنے کی روایت رہی ہے۔ اس لیے اس انتہائی اہم عہدے کیلئے ایک ایسے شخص کا انتخاب کیا جاتا ہے جو نہ صرف ایوان کے قواعد وضوابط سے واقف ہو بلکہ لوک سبھا کے رکن کے طور پر بھی کافی وقت گزار چکا ہو اور تمام جماعتوں کے ساتھ اس کے اچھے ذاتی تعلقات ہوں۔ اس عالی مرتبت عہدہ کے تقدس کا تقاضا ہے کہ اس پر اتفاق رائے سے کسی صاحب بصیرت کو براجمان کیا جائے نہ کہ اس عہدہ کیلئے انتخاب کرایا جائے۔

یہ ہندوستانی جمہوریت کی کم نصیبی ہے کہ 18 ویں لوک سبھا میں اس اہم ترین عہدہ کیلئے بھی اتفاق رائے قائم نہ ہوسکا اور انتخاب کی نوبت آ گئی اور نوبت اس لیے آئی کہ روایت کے مطابق حکمراں بھارتیہ جنتا پارٹی نے ڈپٹی اسپیکر کے عہدہ کیلئے اپوزیشن بلاک سے کسی کو نامزد کرنے سے صاف انکار کردیا۔ حالانکہ یہ روایت رہی ہے کہ بالعموم اسپیکر حکمراں جماعت کی جانب سے ہوتا ہے اور ڈپٹی اسپیکر اپوزیشن سے لیا جاتا ہے لیکن بھارتیہ جنتا پارٹی نے اس حسین جمہوری روایت کو قبول کرنے سے انکار کردیا جس کی وجہ سے اپوزیشن نے اسپیکر کے عہدہ کیلئے اوم برلا کے نام پر اتفاق نہیں کیا اور اپنا امیدوار کے سریش کو بناڈالا۔ سریش کیرالہ کی ماویلی کارا سیٹ سے 8 بار الیکشن جیت کر پارلیمنٹ پہنچے ہیں۔ وہ ایک دلت رہنما ہیں جنہوں نے پہلی بار 1989 میں کامیابی حاصل کی اور 2009 میں ڈاکٹر منموہن سنگھ کی حکومت میں وزیر محنت اور روزگار کے طور پر بھی خدمات انجام دیں۔ اس وقت وہ ان ارکان میں سے ایک ہیں جنہوں نے ایوان میں سب سے زیادہ مرتبہ کامیابی حاصل کی ہے۔ کانگریس نے ان کا نام پروٹیم اسپیکر کیلئے بھی پیش کیا تھا اور امید یہ تھی کہ ان کی سینئرٹی کو دیکھتے ہوئے انہیں پروٹیم اسپیکر بنایا جائے گا جو نو منتخب اراکین کو حلف دلائیں گے۔ لیکن حکمراں بھارتیہ جنتا پارٹی نے انہیں پروٹیم اسپیکر کے عہدہ کیلئے بھی موزوں نہیں سمجھا جس کے بعد اسپیکر کے عہدہ کیلئے انتخاب کی نوبت آ گئی۔

غالباً لوک سبھا کی تاریخ میں یہ دوسرا موقع تھا جب حکمراں پارٹی اور اپوزیشن نے لوک سبھا میں اس عہدے کیلئے اپنے اپنے امیدوار کھڑے کیے۔ ملک کے پہلے عام انتخابات 1952 کے بعد تشکیل دی گئی پہلی لوک سبھا میں کانگریس نے جی وی ماولنکر کو نامزد کیا تھا اور اپوزیشن نے اس عہدے کیلئے شنکر شانتارام مورے کو نامزد کیا تھا۔ ماولنکر نے 394 ووٹ حاصل کرکے اسپیکر کے عہدہ پر کامیابی حاصل کی تھی۔ لیکن اس بار اپوزیشن کامیاب نہیں ہوسکا اور اوم برلا صوتی ووٹوں سے کامیاب ہوکر دوسری بار اسپیکر بنادیے گئے ہیں۔

اوم برلا نے اپنی سابقہ مدت کار میں اپوزیشن کو کچلنے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ وہ مباحثوں میں حکومت کو بچاتے تھے۔ 17 ویں لوک سبھا بحیثیت اسپیکر اوم برلا کے نامہ اعمال میں اپوزیشن ارکان کے بیانات کو کارروائی سے ہٹانا، اپوزیشن ارکان کے مائیک بند کرنا، اپوزیشن جماعتوں کے ارکان پارلیمنٹ کو معطل کرنا، راہل گاندھی، مہوا موئترا جیسی ارکان پارلیمنٹ کو نااہل ٹھہرانا، متنازع بلوں کو پاس کرانے کیلئے ایوان کو اپوزیشن سے ’پاک‘ کرنا وغیرہ شامل ہیں۔ پارلیمانی جمہوریت کے حقیقی محافظ کے طور پر اوم برلا اس بار کیا کریں گے یہ تو آنے والا وقت بتائے گا لیکن ان کی سابقہ کارکردگی دیکھتے ہوئے اس شبہ کو تقویت مل رہی ہے کہ وہ حکمراں بھارتیہ جنتا پارٹی کے آمرانہ انداز حکمرانی پر آمنا وصدقنا کہتے ہوئے ہر وہ کام کرگزریں جو پارلیمانی جمہوریت کی روح کے منافی ہوتا ہے۔

edit2sahara@gmail.com

LETTERS
مراسلات

مراسلہ نگار کی رائے سے مدیر کا متفق ہونا ضروری نہیں

ملک کی موجودہ تعلیمی صورت حال

مکرمی!

آج ہم ملک کی موجودہ تعلیمی صورت حال سے بخوبی واقف ہیں کہ کس طرح ہر روز کسی نہ کسی امتحان کے پیپر لیک یا اس کے مسترد ہونے کی خبریں منظرعام پر آتی رہتی ہیں اور ان امتحانات کی تیاری کرنے والے طلبا وطالبات کو مایوسی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور کئی مرتبہ تو اس سے پریشان ہوکر وہ طرح طرح کے افسوسناک اقدامات اٹھانے پر بھی مجبور ہوجاتے ہیں، اور جب وہ اس کے خلاف اپنا احتجاج درج کرانے کی کوشش کرتے ہیں تو انتظامیہ کے ذریعہ ان کو گرفتار کرکے، ان پر لاٹھی چارج کرکے بلکہ ان کی آواز کو دبانے کی ہر ممکن کوششیں کی جاتی ہیں، تو سوال اس بات کا ہے کہ آج جس طرح سے ہر شعبہ میں ترقی کے جو دعوے کیے جاتے ہیں کہ ہندوستان فلاں شعبہ میں دنیا میں فلاں مقام پر ہے، فلاں شعبہ میں اس کا یہ مقام ہے تو اگر یہی صورت حال رہی تو کیا ہم کبھی شعبۂ تعلیمات میں دنیا میں کسی قابل فخر مقام پر پہنچ سکیں گے؟ آخر کیا وجہ ہے کہ یونائیٹڈ نیشنس ایجوکیشنل، سائنٹفک اینڈ کلچرل آرگنائزیشن (یونیسکو) کے مطابق آج دنیا کی سب سے بڑی آبادی والا ملک ہونے کے باوجود شعبۂ تعلیم میں ہندوستان دنیا میں 33 ویں مقام پر ہے۔ اور اگر مستقبل میں یہی صورت حال برقرار رہی اور ان میں ملوث افراد کے خلاف سخت کارروائی نہ کی گئی تو اس کی پوزیشن مزید تنزلی کا شکار ہوسکتی ہے، جو ہمارے لیے بہت شرمندگی کا باعث ہوگی، اس لیے آج ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومت اس کے خلاف سخت اقدامات کرے اور ملک کے نوجوانوں کے مستقبل کو اس طرح سے برباد اور تاریک ہونے سے بچائے تاکہ وہ آنے والے دور میں ملک کے ایک اچھے اور اعلیٰ تعلیم یافتہ شہری بن کر اپنے ملک کی خدمت کرسکیں۔

محمد معاذ نسیم
فتح پور، بارہ بنکی

پارلیمانی اجلاس

مکرمی!

اداریہ ’پارلیمنٹ کا اجلاس شروع‘ کے حوالہ سے عرض ہے کہ حالیہ اختتام پذیر پارلیمانی انتخابات-2024 کے دوران، حکمراں این ڈی اے اور حزب مخالف ’انڈیا-بلاک‘ کے درمیان جاری تلخیوں کے مدنظر پہلا پارلیمانی اجلاس حسب توقع شور شرابہ کی نذر ہوتا نظر آیا جبکہ تیسری مرتبہ متواتر منتخب ہونے والے وزیراعظم نریندر مودی نے اپنے پہلے خطاب میں 1975 میں کانگریس کے دور اقتدا میں نافذ ایمرجنسی کو جمہوریت پر ’سیاہ داغ‘ سے تعبیر کیا۔ اس کے برعکس، کانگریس کی زیر رہنمائی ’انڈیا-بلاک‘ کے اراکین پارلیمان نے دوشنبہ کو پارلیمنٹ کمپلیکس میں آئین کی کاپیاں ہاتھوں میں اٹھا کے ’جمہوریت بچاؤ‘ کے نعرے لگائے نیز گزشتہ دس سال کو ’غیر علانیہ ایمرجنسی‘ قرار دیا۔ الغرض، اداریہ کا خیال قابل صد اتفاق ہے کہ اپوزیشن کا یہ سخت رویہ اس بات کا مظہر ہے کہ وہ دوران ایوان، صرف ملک کے عوام کو درپیش مسائل ہی اٹھائیں گے جن میں مہنگائی، غربت، بے روزگاری، فرقہ وارانہ ہم آہنگی، کسانوں کو درپیش مسائل اور امن ونسق خصوصاً شامل ہیں۔ اور شاید یہی صحیح بھی ہے کیونکہ نظام جمہور دراصل کلی طور پر عوام کی مرضی پر ہی منحصر ہوتا ہے جبکہ ان کی ناراضگی بلا کسی تفریق ہر جماعت کیلئے خطرے کی گھنٹی ثابت ہوتی ہے۔

اظہر علی خاں - شرافت منزل، کوتوالان، رامپور-1

نوٹ: ادارتی صفحے پر شائع مضامین میں مضمون نگاروں کے ذریعہ ظاہر کی گئی آرا ان کی ذاتی ہیں اور ادارہ اس کیلئے کسی طرح سے ذمہ دار نہیں ہے۔

اب اجالوں میں بھی آسانی سے ہوتے ہیں وہ کام
جن کو کرنا صرف ممکن تھا شبِ تاریک میں
راز ہے اب تک ہمارا عشق دنیا کے لیے
جانِ جاں یہ کم نہیں اس عہدِ پیپر لیک میں

تہذیب ابرار

سہارا انڈیا ماس کمیونی کیشن کیلئے پرنٹر وپبلشر **ضیاء قادری** نے نیو ملینیم پرنٹرس، 14اے سیتارام مل کمپاؤنڈ بی آر بوریچا مارگ ممبئی 011 400 میں چھپوا کر، سہارا انڈیا پریوار، 98 اٹلانٹا بلڈنگ، 9ویں منزل، نریمن پوائنٹ، ممبئی 400021 سے شائع کیا۔
Published & Printed by Zia Qadree on behalf of sahara India Mass communication and Printed at New Millennium Printers, 14 A Sitaram Mill compund B R Boricha Marg Mumbai 400 011 and Published from Sahara India Pariwar 98, Atlanta Building, 9th Floor, Nariman Point, Mumbai- 400021
Editor & Group Editor: **Abdul Majid Nizami** (editor.nizami@gmail.com) Resident Editor: **Mohd. Meraj Anwer** ایڈیٹر اینڈ گروپ ایڈیٹر: عبدالماجد نظامی ■ ریزیڈنٹ ایڈیٹر: محمد معراج انور*
For Editorial/News: rsahara1@gmail.com, editor. saharaurdumedia@sahara.in ■ Advertesment (National): ■ 9891773434, 9899452476 , Email : adsahara@gmail.com
www.roznamasahara.com ٹیلی فون نمبر ممبئی آفس: 022_42931881، شعبہ اشتہارات وسرکولیشن: 9967654052، وہاٹس ایپ نمبر: 7304132670
R.N.I.No.MAHURD/2006/20783 Roznama Rashtriya Sahara (MUMBAI) Regd: UP/BR/GZB-208/2015-17 سال: 18 شمارہ نمبر: 5712
* اس شمارہ میں شامل شائع شدہ تمام خبروں کے انتخاب اور ایڈیٹنگ کیلئے ذمہ دار
ہمیں فخر ہے کہ ہم ہندوستانی ہیں
روزنامہ راشٹریہ سہارا
حب الوطنی ○ فرض شناسی ○ ایثار